

قسط 12

مراد اپنے کمرے سے نیچے آتا۔

اسے انگور کرتا ہوا باہر کی طرف جانے لگا۔

جو لانچ میں بیٹھی تھی۔

اسے اپنا وجود انگور کرتے دیکھتے۔

اس سے مخاطب ہوئی۔

آپ ناشتہ کریں گے اور۔

مجھے بتائیں کیا کھانا ہے آپ نے۔

وہ اس کے سامنے جاتی ہوئی بولی۔

مجھے بھوک نہیں ہے۔

خوشخبری رائٹرز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شیف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ مزید معلومات کے لئے نیچے دئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

Prime Urdu Novels Publications

Whatsapp : 03335586927

Email : aatish2kx@gmail.com

ابھی ایک کام کے سلسلے میں جا رہا ہوں۔۔

شام تک آجاؤں گا۔۔

وہ اسے وضاحت دیتا آگے کو چلا گیا۔

کس سے ملنے جا رہے ہیں۔۔

وہ اس کے آگے آتے ہوئے بولی کہ

مراد کو اس کی حرکت پر حیرت ہونے لگی۔

وہ اس یار کا راستہ روک چکی تھی۔

ہے کوئی جس سے ملنے جا رہا ہوں۔۔

وہ اس کی طرف قدم بڑھاتا ہوا بولا۔

پھر بھی بتائیں مجھے۔۔

وہ بچوں کی طرح اس سے

سوال جواب پوچھ رہی تھی۔۔

جیسے وہ اس کو جواب دہ ہو ہر چیز کا۔

میٹنگ ہے ایک میری اس کے لیے جا رہا ہوں۔۔

وہ اس کی مشکوک حرکتوں

کو دیکھتا ہوا اسے بتانے لگا۔

اچھا مجھے لگا۔

وہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھ چکی تھی۔

وہ کیا بولنے جا رہی تھی۔

کیا لگا۔

اسے اس پر شک ہو رہا تھا۔

اسے امید نہیں تھی کہ

وہ ایسے شک بھی اس پر کرتی ہوگی۔

کچھ نہیں۔

کیا لگا مجھے بھی پتہ چلے۔

وہ وضاحت دے ہی رہی تھی کہ

مراد نے اس کی بات کاٹ ڈالی۔

رہنے دے نا کیا فائدہ۔

وہ شرمندہ ہوتے ہوئے واپس لاؤنچ میں جانے لگی۔

کیوں رہنے دوں بتاؤں۔۔

وہ بات کے پیچھے ہی پڑ گیا تھا۔

اب اس سے جان چھڑانا آسان نہیں تھا اس کے لیے۔۔

وہ بھی لاؤنچ میں آتا اسے دیکھنے لگا تھا۔

جو مسلسل اپنے انگلیوں کو مڑورنے میں لگی ہوئی تھی۔

تمہیں لگا۔۔

میں کسی لڑکی سے ملنے جا رہا ہوں۔۔

وہ اس سے دور کھڑا تھا۔

جو صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی۔

نو۔۔ ایسی بات نہیں ہے۔۔

اگر آپ ملنے بھی جائیں۔۔

تو مجھے کیا۔۔

وہ اپنے دوپٹے کو سر پر سیدھا کرنے لگی۔۔

وہ سر پر دوپٹہ نہیں لیتی تھی۔۔

اتجھے سے ہلکا سا دوپٹہ

اس کے سر پر ہوتا تھا۔

جس میں اس کے بال نظر آتے تھے۔

مراد نے کبھی

اس کے پیچھے قید بالوں

کی لمبائی نہیں دیکھی تھی۔

وہ اس کے بالوں کا بھی دیوانہ تھا۔

اس دن سے جس دن اس نے

اس کے بالوں کو پہلی بار چھوا تھا۔

ہاں تمہیں کیا فرق پڑتا ہے۔

واقع میں۔

وہ اس کو دیکھنے لگا۔

جسے واقعے میں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

جی آپ میٹنگ کے لیے لیٹ ہو جائیں گے۔

مجھے بتائیں آپ کھانا کھا کر آئیں گے۔

یا پھر یہاں پہ آکر کھائیں گے واپس۔۔

وہ اس سے سوال کرتی کھانے

کے بارے میں پوچھنے لگی۔

نہیں۔۔

تم نے جو بنانا ہے بنا لینا۔۔

اگر کچھ مسئلہ ہوا تو کال کر لینا مجھے۔۔

میں شاید دیر سے آؤں۔۔

وہ کانوں پر ایئربرڈز لگاتا جانے لگا۔

میرے پاس تو فون ہی نہیں ہے۔۔

وہ چلاتے ہوئے اسے روکنے لگے۔

مراد کو چلانے سے بہت الجھن تھی۔۔

وہ خاموشی پسند کرتا تھا۔

اگر کوئی چلاتا یا اونچی آواز میں بات کرتا تو وہ اسے

بے عزت کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑتا۔

مگر انتہا کہ چلانے کے الگ بات تھی۔

پہلی دفعہ اسے کسی کا شور پسند آیا تھا۔

نہ وہ فنکشن کا شور تھا اور نہ ہی کسی پارٹی کا۔

وہ شور اس کی من پسند لڑکی کا تھا۔

جو پیچھے بھاگتے باہر آرہی تھی۔

میرے پاس کوئی فون نہیں ہے۔

تو پھر کیا کروں۔

رکے تو سہی یار۔

وہ باہر آتی اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتی۔۔

اپنی جانب متوجہ کر رہی تھی۔

اسے لگا وہ کانوں میں لگے۔۔

ایئر باڈز کی وجہ سے نہیں سن پا رہا مگر وہ سن رہا تھا۔

لیکن وہ صرف نہ سننے کا ڈرامہ کر رہا تھا۔

بعض اوقات مراد کو وہ چھوٹی بچی لگتی تھی۔۔

جس کے ساتھ مراد کو باپ جیسا احساس ہوتا تھا۔۔

لعنت ایسے احساس پر۔۔

وہ دل میں سوچتا خود پر بھڑکنے لگا۔

انہتا کا ہاتھ اس کے کندھے پر ابھی بھی تھا۔۔

کہ مراد نے ایک نظر پیچھے مڑ کر اس لڑکی کو دیکھا۔۔

جس کا رنگ ایک دم سے اڑ چکا تھا۔

اسے امید نہیں تھی کہ

حویلی میں کوئی ایسی حرکتیں بھی کرتا ہوگا۔

وہاں کا ماحول تو کافی تنگ تنگ تھا۔

پھر بھی انہتا میں وہ چیزیں نہیں تھی۔۔۔

جو ہونی چاہیے تھی وہاں رہ کر۔۔۔

مراد کو بعض اوقات اس کی حرکتوں

سے ایسا لگتا تھا کہ وہ حویلی میں رہی ہی نہیں ہے۔

اسے آمنہ باجی نے اچھے سے بتایا تھا کہ

وہ ایک نظر میں کسی کی

آنکھ میں چھپا عکس ڈھونڈ لیتی ہے۔۔۔

اور یہ یار لفظ سے تو اسے ایسا لگا تھا کہ

جیسے کسی ایسی جگہ سے آئی ہے۔۔

جہاں پہ یہ لفظ بہت استعمال کیا گیا ہو۔

لیکن مراد ان خیالات کو

اپنا وہم سمجھ کے جھٹلا گیا۔۔

سوری یار۔۔

وہ اسے یار کہتی ایک بار پھر مخاطب ہوئی۔

پھر شرمندگی سے اپنا سر جھکا لیا۔۔

وہ غلط لفظ استعمال کر چکی تھی۔

میرا مطلب وہ نہیں تھا سو سوری۔

کیا کوئی مسئلہ ہے پیچھے کیوں آئی۔۔

وہ اس کی حرکت اور یار لفظ کو اگنور کرتا اسے دیکھنے لگا۔

وہ جی میں۔

کیا۔۔۔ وہ بات کاٹ چکا تھا۔

میرے پاس فون نہیں ہے۔۔

وہ اسے وضاحت دینے لگی۔۔

یہی بات بتانی تھی بس آپ کو۔

پھر ایسا کرنا اندر جو لینڈ لائن پڑا ہے۔۔

اسے استعمال کر لینا اگر کوئی ایشو ہو تو اوکے۔۔۔

اس کے ساتھ میرا کارڈ بھی پڑا ہوا ہے۔۔

جی ٹھیک آپ جائیں۔۔

اب خدا حافظ۔۔

وہ کیا بول رہی تھی اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔

خدا حافظ۔۔

مراد کو لگ رہا تھا۔۔

جیسے وہ اسے اپنے بارے میں نہیں بتائے گا

تو وہ پیچھے سے پریشان رہے گی۔

مراد کو گئے کافی وقت گزر چکا تھا۔

انہتا لاؤنچ میں رکھے۔۔

فریم میں اس کی تصویر کو غور سے دیکھ رہی تھی۔

مراد خان۔۔۔۔ مراد۔

کیا تم وہی ہو۔۔

مجھے بس ایک بار یقین ہو جائے۔۔۔

اگر شہر آئی ہوں تو جا کر دیکھو انہیں۔۔۔

نہیں مراد کو پتہ چل گیا تو کیا بتاؤں گی۔۔۔

مراد دل کا برا نہیں ہے۔۔۔

جیسے وہ میں ایک گھر میں رہ رہے ہیں۔۔۔

کچھ بھی کر سکتا ہے۔۔۔

اس نے مجھے کبھی کچھ نہیں کہا۔۔۔

اگر غور کیا جائے تو۔۔۔

ہر بار میں ہی غلطی کرتی ہوں۔۔۔

اور اس نے میری پرواہ ہی کی ہے۔۔۔

مجھے کبھی کام کے لیے نہیں کہا۔۔۔

بلکہ اپنا کام خود کیا۔۔

پورے سفر اس نے گاڑی چلائی اور

پھر بعد میں کرسی پر بیٹھا رہا۔۔

جبکہ میں بے ہوش ہوئی۔۔

پوری رات وہ میرے بارے میں پریشان رہا ہوگا۔۔

ظاہر ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔۔۔

اور فریم کو اپنے ہاتھ میں لیتی دل سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔

اس نے میرے لیے ناشتہ بنایا ہے۔۔

میں نے اسے پراٹھے کی فرمائش کی۔۔

تو اس نے بغیر کوئی سوال جواب کیا۔۔

مجھے اپنے ہاتھوں سے بنا کر دیا۔۔

حویلی کا کوئی مرد تو

کچن میں داخل ہی نہیں ہوتا۔۔

مراد میری نظروں کے سامنے داخل ہوا ہے۔۔

مراد حویلی والوں سے بہت مختلف ہے۔۔۔

وہ میری پرواہ کرتا ہے۔۔۔

میں غلط کر رہی ہوں۔۔

مجھے اس کی جذبات کی قدر کرنی چاہیے۔۔۔

وہ فریم پر انگلیاں پھیرتے دل ہی دل

مراد کو اپنے دل میں اتار رہی تھی۔

جیسے اسے اس کی باتیں

کرنے کی عادت ہو اپنے دل سے۔

کیا پتہ وہ ٹھیک ہو۔۔

کیا پتہ اس کی محبت میرے لیے

خالص ہو۔۔ میں اسے ایک موقع دوں گی۔

میں ایک بار پھر یقین اور وفا کا دامن تھامنے کے لیے۔۔

خود کو تیار کروں گی۔۔

بس کوئی درد نہ ملے اس بار مجھے۔۔

میں اس سے دوستی بھی نبھاؤں گی۔۔

اور اگر اس نے مجھے خود سے محبت کروالی۔۔

تو میں اس کا ہاتھ بھی تھام لوں گی۔۔۔

میں سب بھول کر اس کی زندگی

کا حصہ بننا چاہتی ہوں اب۔

میں پرانی لوگوں سے تعلقات

توڑ کر اگے بڑھنا چاہتی ہوں۔۔

پرانی تکلیفوں کو بھول کر میں

خوشگوار زندگی جینا چاہتی ہوں۔

اگر پرانی چیزوں کو بھولنا اتنا ہی آسان ہوتا ہے۔۔۔

تو لوگ دوسرے دن ہی ہر چیز کو بھول جاتے ہیں۔

اگر پرانی یادوں کو بھولنا بھی اتنا آسان ہوتا۔۔

تو کوئی بھی دن رات کسی کے لیے نہ جاگتا۔۔۔

اگر پرانے ٹوٹے تعلقات کو جوڑنا بھی اتنا آسان ہوتا ہے۔۔

تو کوئی بھی اس تعلقات کو کبھی نہ توڑتا۔۔۔

کہا جاتا ہے اگر مرد کی محبت میں طاقت اور عزت ہو۔۔

تو وہ عورت کو اس کا عشق بھی بھلا دیتا ہے۔

وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھ چکی تھی۔

میں مراد کو سمجھنے اور جاننے کی

کوشش کروں گی بغیر کوئی انسو بہائے۔

اگر وہ میری زندگی میں ابھی گئے۔

تو میں مراد کے ذات کی کا حصہ بن جاؤں گی۔

اس کے دل میں وہ احساس پیدا ہو رہا تھا

جو خدا نے اس کے دل میں پیدا کرنا۔ یا پیدا کر چکا تھا۔

وہ کچن کو سمیٹنے لگی تھی

کہ کوئی اندر آتا قہقہہ لگانے لگا۔

مراد نکلوا باہر یار۔

کوئی چلا رہا تھا حال میں کھڑا ہوگا۔

وہ کچن سے نکلتی وہاں آکر کھڑی ہو گئی۔

جہاں وہ کھڑا تھا۔

آپ کون۔

وہ ڈر چکی تھی اسے امید نہیں تھی کہ

کوئی آئے گا مراد کی غیر موجودگی میں۔

وہ جو کوئی بھی تھا بگڑا ہوا ہی تھا۔

جو مشکوک نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

انہتہ نے اس کی نظروں میں گندگی دیکھی

تو خود کو دوپٹے میں سمیٹنے لگی۔

میں مراد سے ملنے آیا ہوں۔

وہ اپنی انگوٹھے میں موجود انگوٹھی مسلتے ہوئے بولا۔

وہ گھر نہیں ہے میٹنگ پر گئے ہیں آپ کون ہے۔

وہ اس پر آنکھیں گاڑتی ہوئی بولی۔

او ہو مطلب وہ نہیں ہے۔۔

میں مراد کا دوست ہوں۔۔۔۔۔ اسد۔۔۔۔۔

وہ ہاتھ اس کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔

وہ اس کے ہاتھ کو دیکھنے لگی۔۔۔

جو اس نے ملانے کے لیے

اس کے سامنے کیا تھا۔۔۔۔

وہ گھر نہیں ہے ابھی۔

جب آئیں گے آجانا آپ۔۔۔

وہ اس کے ہاتھ کو اگنور کرتے ہوئے بولی۔۔

جو اسے جانے کا صاف اشارہ کر رہی تھی۔

ویسے مجھے امید نہیں تھی کہ۔۔

مراد کے گھر میں بھی کوئی اتنی جوان لڑکی ہوگی۔۔

مراد تو ہم اسے بھی کہیں ہاتھ آگے نکلا۔۔

بڑا چھپا رستم نکلا۔۔

مراد نے تو اتنی اچھی لڑکی ڈھونڈ لی۔۔

دنیا کی نظر میں کچھ اور۔۔

اندر گھر کے کچھ اور۔۔۔

وہ اپنا ہاتھ پیچھے کرتا

اسے سرتا پیر دیکھتا اس سے بات کرنے لگا۔

ایسی بات نہیں ہے کوئی بھی۔

او تو کیسی بات ہے۔

وہ اس کی بات کاٹا صوفے پر جا بیٹھا۔

میں کام کرتی ہوں یہاں۔

ان کے ساتھ آئی ہوں حویلی سے۔

وہ اس کو صوفے پر بیٹھتے ہوئے دیکھنے لگی۔

مینز۔۔ نوکرانی۔۔ ملازمہ۔۔

حویلی سے آئی ہے۔۔ وہ حیران ہوا تھا۔

اسے امید نہیں تھی کہ حویلی میں

اتنی جوان ملازمہ بھی ہوگی۔

جی ہاں۔

اتنی خوبصورت اور جوان ملازمہ۔۔

ہمارے گھر میں کیوں نہیں ہے۔۔

یار مراد کو فری کا مال مل گیا۔۔

وہ صرف اسے دیکھتا سوچنے لگا۔

مراد کو بھی صحیح خوش کرتی ہوگی۔۔

اکیلا مراد اور یہ لڑکی اور

کچھ ہو نہ ہو ایسا نہیں۔

وہ انہتا کو دیکھتا خود کی قسمت کو کوس رہا تھا۔۔

کہ مراد کی جگہ وہ کیوں نہیں۔

لیکن اسے یہ نہیں معلوم تھا۔۔

مراد اور اس میں زمین آسمان کا فرق تھا۔

مراد کی نظر صاف نظر تھی۔

اس شخص کی نظر کا شمار

گندی نظروں میں شمار ہوتا تھا۔

آپ کو جانا چاہیے وہ جب آئیں گے۔۔۔

میں بتا دوں گی انہیں۔۔۔

وہ اسے دیکھتے ہمت سے بولی۔

جانے کا دل تو نہیں کر رہا۔۔۔

دل آگیا یار۔۔۔

لیکن فون نمبر دے دو کال کر کے پوچھ لوں گا۔۔

آیا کہ نہیں مراد۔۔۔

نہیں آئے گا تو میں آجاؤں گا۔

وہ اسے ایک آوارہ لڑکی سمجھ رہا ہوں۔

میرے پاس فون نہیں ہے کوئی۔

آپ جائیں ابھی وہ آپ کو فون کر لیں گے۔

وہ آنکھوں میں تپش لیے اس سے مخاطب ہوئی۔

سامنے والی کی اس بات پر سامنے موجود۔

اس شخص کو حیرت ہوئی۔

جو اس سے ایسے بات کر رہی تھی کہ

وہ کوئی نوکرانی نہیں کوئی مہارانی ہو۔

جس کا حکم سر آنکھوں پر۔

اس شخص کو اس میں دلچسپی ہوئی تھی۔

وہ اسے قریب سے دیکھنا اور جاننا چاہتا تھا کہ

کیا ہے آخر یہ لڑکی۔

جو مراد کے گھر میں موجود ہے۔۔

آسان نہیں ہے جو جال میں پھنس جائے۔

آج تو چلا جاتا ہوں اگلی بار مکمل تمہیں دیکھوں گا۔۔

میں مہارانی صاحبہ۔

اسے جتنا اتنا آسان نہیں۔۔

لیکن پہلے اس کی عقل کا پردہ مجھے بند کرنا ہوگا۔

ٹھنڈے دودھ کو ٹھنڈا کرنے کا کیا فائدہ اس وقت۔

وہ صوفے سے اٹھتا اسے اوپر نیچے دیکھ رہا تھا۔۔

جو کافی پرکشش لگی اسے۔۔۔

انہتا اس کی گندی نیت اچھے سے سمجھ چکی تھی۔۔

مگر وہ خود کو کسی بھی مشکل

میں ابھی ڈالنا نہیں چاہتی تھی۔

او ہو اچھا تو میں چلتا ہوں۔۔

اگر تمہیں کبھی ضرورت پڑے۔۔

تو کال کر لینا۔۔ وہ اپنا کارڈ ٹیبل پر رکھ رہا تھا۔۔۔

اور بلا جھجک کچھ بھی مانگ لینا۔

پیسے، چیزیں، کپڑے، وغیرہ،،

کچھ بھی،

وہ لالچ کا دانہ اس کے آگے پھینک رہا تھا۔۔

جس کے نزدیک اس دانے کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔

مسٹر اسد جی۔۔

مجھے پیسوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔۔

کیونکہ میرے پاس جتنے ہیں میں خوش ہوں۔۔۔

چیزوں کا کیا کرنا۔۔

کبھی نہ کبھی خراب اور ٹوٹ جاتی ہیں۔

اور رہی بات

کپڑوں کی تو کپڑے میرے پاس بہت ہیں۔۔۔

تھینک یو آپ کی اس پیشکش کا۔۔۔

مجھے وغیرہ وغیرہ کی ضرورت نہیں۔

وہ اس کو ایک کڑک جواب دے چکی تھی۔

میں چلتا ہوں۔

وہ اگ بگولا ہوتا ہوا وہاں سے جانے لگا۔

وہ جا چکا ہے انتہا کو اب ایک شک ہو رہا تھا

کہ وہ کہیں اس کے پیچھے نہ پڑ جائے۔

مجھے مراد کو بتانا چاہیے

تاکہ وہ اس سے قابو میں رکھے۔۔

اس کی نظر ٹھیک نہیں ہے۔۔

پہلے بھی ایک دفعہ ایسا ہوا۔۔

میرے ساتھ اس دفعہ

کسی کی ہوس کا نشانہ نہیں بننا چاہتی۔

مراد مجھے اپنے ساتھ لیا ہے

تو اس کو میری حفاظت کرنی چاہیے۔

عزت ہوں میں اس کی۔

وہ خود کو مراد کی عزت سمجھ چکی تھی۔

اگر مراد کو یہ بات پتہ چل جاتی تو مراد

عزت کے سارے اعزازوں سے نواز دیتا اسے۔

جاری ہے

